بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جذبہ اور استدلال

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، جو تمام چیزوں کو ان کی بہترین حالت میں خلق کرنے والا خالق ہے اور جو اپنے تمام کاموں میں بڑی حکمت والا ہے۔ اللہ حق سبحانہ وہ ہے جس نے انسانوں کو تخلیق فرمایا اور انہیں عقل و خرد عطا فرما کر ان پر کرم کیا تاکہ وہ راہِ مستقیم پر چلیں اور برائیوں سے بچ سکیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد(ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں جو لوگوں میں عاقل ترین انسان اور اپنے قول میں سب سے زیادہ مخلص ذات مبارک ہیں۔ اللہ قیامت کے دن تک آپ(ﷺ) پر، آپ کے اہل بیت و صحابہ پر اور آپ کی اتباع کرنے والے تمام لوگوں پر درود و سلام نازل فرمائے۔

اے اللہ کے بندو

میں آپ سے کہتا ہوں، جیسا کہ میں اپنے آپ سے بھی کہتا رہتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اپنے تمام کاموں میں اس کی رضا طلب کرو۔ [يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّـهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرا کرو اور صحیح اور سیدھی بات کہا کرو)][1]۔ اللہ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، آپ کو جاننا چاہیئے کہ اللہ نے لوگوں کو بہترین شکل میں تخلیق فرمایا ہے اور انہیں دیگر تمام مخلوقات پر اشرف بناکر اپنا فضل فرمایا ہے۔ اللہ رب العزت کی اس شاندار و حیرت انگیز تخلیق میں دیگر باتوں کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ اللہ نے اس میں جوش و جذبہ کے ساتھ منطق و استدلال بھی رکھا ہے اور ان کے درمیان توازن قائم رکھنے کا سلیقہ بھی عطا فرمایا ہے۔ دراصل، جذبہ کا فروغ خواہشات کے اضافہ کے ساتھ اور اثر و رسوخ کے اجتماع کے ساتھ ہوتا ہے۔ تاہم، اللہ رب العزت جو کہ اپنی مخلوق کو جانتا ہے، اور بڑی حکمتوں والا ہے، اس نے انسان کو دماغ عطا فرمایا ہے تاکہ وہ راستبازی کے قریب رہے اور اس کی رضا جوئی کے ذریعہ اس کا فضل و کرم حاصل کرتا رہے۔ [وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا (٧) فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (٨) قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا (٩) وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا (١٠) (اور انسانی جان کی قَسم اور اسے ہمہ پہلو توازن و درستگی دینے والے کی قَسم، (7) پھر اس نے اسے اس کی بدکاری اور پرہیزگاری (کی تمیز) سمجھا دی، (8) بیشک وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کو (رذائل سے) پاک کر لیا (اور اس میں نیکی کی نشو و نما کی)، (9) اور بیشک وہ شخص نامراد ہوگیا جس نے اسے (گناہوں میں) ملوث کر لیا (اور نیکی کو دبا دیا))][2].

دراصل اسلام جذبہ کو کنٹرول کرنے والے دماغ کو، اسے دبانے یا ختم کرنے کا ذریعہ نہیں بناتا۔ اس کے باوجود یہ ایک طریقہ ہے کنٹرول کرنے کا اور یہ جذبہ کی اس طرح سے رہنمائی کرتا ہے جو بنی نوع انسان کو خوش کرتا ہے اور اسے خوشیاں عطا فرماتا ہے اور اطمینان خاطر بخشتا ہے۔ بے شک، یہی وجہ ہے کہ اس کے اسباب ہمیں کتاب مقدس (قرآن پاک) اور سب سے زیادہ برگزیدہ و محبوب رسول اکرم (ﷺ) کی سنت میں ملتے ہیں جو روح کو بے کار جذبات سے دور کرکے درست رہنمائی کرتے ہیں اور انحراف اور برائی کے راستوں پر چلنے سے روکتے ہیں۔

اے مسلمانو

---

[1] سورة الاحزاب - 70

[2] سورة الشمس -- 7-10

جذبہ کے انحراف کی تشریح کئی صورتوں اور شکلوں میں دکھائی گئی ہے۔ اس کے باوجود، سب سے بری عکاسی غصے اور تنازعہ کے حالات میں ظاہر ہوتی ہے کیونکہ ایک ناراض شخص انتقام کے جذبات سے مغلوب ہوتا ہے۔ اس لیے وہ، بغیر سوچے سمجھے رد عمل کا اظہار کرتا ہے اور لاشعوری طور پر الفاظ ادا کرتا ہے۔ بے شک، رسول کریم () نے ان مشکل حالات میں جذبات پر قابو پانے کوطاقت کی بہترین عکاسی قرار دیا ہے۔ آپ () نے فرمایا (مضبوط شخص وہ نہیں جو ایک اچھا پہلوان ہو۔ بلکہ مضبوط شخص وہ ہوتا ہے جو غصہ کی حالت میں خود پر قابو رکھتا ہے)۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اسلام مومنوں کو حکم دیتا ہے کہ جب وہ غصہ کے عالم میں ہوں تو عقل و خرد کے توازن کو برقرار رکھیں اور اپنے جذبات پر قابو پائیں اور اس طرح منطق و استدلال کو ترجیح دیں جو صبر و تحمل اور معاف کردینے کی وکالت کرتے ہیں تاکہ آخرت میں جزائے خیر پائی جاسکے۔ اس کے علاوہ، صبر و تحمل ایک مضبوط صفت ہے جوبلند ہمت افراد میں ہی پائی جاتی ہے۔ [وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ(اور یقیناً جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے تو بیشک یہ بلند ہمت کاموں میں سے ہے)[3]۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک روز جب حضور اکرم () اپنے چند صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے، ایک فرد نے ابوبکرصدیق ؓ پرلعن طعن کی اور ان کی بے عزتی کی۔ رسول اللہ خاموش رہے لیکن ابوبکر صدیق ؓ کو غصہ آگیا اور انہوں نے اس شخص سے بدلہ لے لیا۔ اس موقع پر اللہ کے رسول وہاں سے تشریف لے گئے۔ ابوبکر صدیق ؓ آپؐ کے پیچھے گئے اور کہا "اس شخص نے آپؐ کی موجودگی میں میری بے عزتی کی اور جب میں نے بدلہ لے لیا تو آپؐ وہاں سے تشریف لے گئے اس کا کیا سبب ہے؟" اللہ کے رسولؐ نے فرمایا (اس وقت (جب وہ شخص برا بھلا کہہ رہا تھا) تو وہاں آسمان سے ایک فرشتہ آیا تھا جو اس کی ہراس بات کی تردید کر رہا تھا جو وہ تمھارے بارے میں کہہ رہا تھا۔ جب تم نے اس سے اپنا بدلہ لے لیا تو وہاں شیطان آگیا۔ میں وہاں نہیں بیٹھ سکتا جہاں شیطان آگیا ہو)۔

دوسرے لفظوں میں، اذیت پہنچانا ہر صورت میں برے اثرات مرتب کرتا ہے، احساسات کو مجروح کرتا ہے اور دلوں کو توڑ دیتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت اس کی ہر شکل سے منع فرماتا ہے، یعنی چاہے یہ قولی ہو یا عملی۔ اللہ حق شانہ فرماتا ہے [وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا (اور جو لوگ مومِن مَردوں اور مومِن عورتوں کو اذیتّ دیتے ہیں بغیر اِس کے کہ انہوں نے کچھ (خطا) کی ہو تو بیشک انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ (اپنے سَر) لے لیا][4]۔ منافقین اللہ کے رسول کے بارے میں نعوذ باللہ الٹی سیدھی باتیں کیا کرتے تھے اور کہتے "وہ تو کان (کے کچے) ہیں"، یعنی جو کچھ آپ سے کہہ دیا جاتا ہے آپ مان لیتے ہیں۔ منافقین جان بوجھ کر اس غلط بات کو ایک برائی کی طرح پھیلا رہے تھے۔ اس لیے اللہ نے ان کو جواب دینے کے لیے اس آیت کی وحی نازل فرمائی۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے [وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّـهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّـهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (اور ان (منافقوں) میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو نبی (مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایذا پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں: وہ تو کان (کے کچے) ہیں۔ فرما دیجئے: تمہارے لئے بھلائی کے کان ہیں۔ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اہلِ ایمان (کی باتوں) پر یقین کرتے ہیں اور تم میں سے جو ایمان لے آئے ہیں ان کے لئے رحمت ہیں، اور جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو (اپنی بدعقیدگی، بدگمانی اور بدزبانی کے ذریعے) اذیت پہنچاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے)][5]۔ دراصل اس قسم کی بری بات میں نعوذ باللہ رسول اکرم کا مضحکہ اڑانا، آپ کی شان میں گستاخی کرنا، اور لوگوں سے یہ کہنا بھی شامل تھا کہ وہ آپ کی تعلیمات کی پیروی نہ کریں۔ اس برائی کی سزا انتہائی شدید ہے اور اس سزا کی وضاحت اللہ رب العزت نے ان الفاظ میں کی ہے [إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّـهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّـهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا (بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اذیت دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اُس نے ان کے لئے ذِلّت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہے)][6]۔

اے ایمان والے بھائیو

---

[3]سورة الشعراء --43

[4]سورة الاحزاب --58

[5]سورة التوبہ--61

[6]سورة الاحزاب --57

سچا مسلمان وہ ہے جس کے احساسات کو کسی کے الفاظ سے ایذا پہنچی ہو اور جو تمام خرافات سے بچنے کے لیے اوراللہ رب العزت کے ان نیک بندوں کی پیروی کرتا ہے جن کے بارے میں اللہ تعالی فرماتا ہے [وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا (اور (خدائے) رحمان کے (مقبول) بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل (اکھڑ) لوگ (ناپسندیدہ) بات کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے (ہوئے الگ ہو جاتے) ہیں)][7]۔ یہ شخص اشرف المخلوقات کی بہترین مثالوں کے عین مطابق سلامتی کے الفاظ کہتا ہے۔ اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو ایسے فرد پر۔ یہی معاملہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کا بھی تھا جن کی شخصیت مبارکہ کو ایذا پہنچائی جاتی تھی۔ تاہم، جہاں تک بات آپ کے اصولوں اور اخلاق مبارکہ کی آتی ہے، تو آپ ﷺ ان بری بھلی باتوں پر منطقی طور پر قابو پاتے تھے اور ان لوگوں کو دوراندیشی اور دانشمندی کے ساتھ شکست دیتے تھے جو آپ کو برا بھلا کہتے تھے۔ اس لیے، آپ ثبوت کی بناء پر جھوٹ کی تردید فرماتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ واضح ترین مثالوں کے ذریعہ اپنے دلائل اور ثبوت پیش فرمایا کرتے تھے۔ اللہ حق سبحانہ فرماتا ہے [ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ (اے رسولِ معظّم!) آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بحث (بھی) ایسے انداز سے کیجئے جو نہایت حسین ہو، بیشک آپ کا رب اس شخص کو (بھی) خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو (بھی) خوب جانتا ہے)][8]۔

بے شک، مذہبی جذبہ اس کی توہین کرنے والوں کے خلاف بد سلوکی اور توہین کی ایک جائز ذریعہ کے طور پر تبدیل نہ ہوگا، یہ مانتے ہوئے کہ ایک مسلمان کو جزائے خیر عطا ہوگی اور اسلام کو فتح مبین۔ اس کے باوجود یہ برتاؤ صحیح مذہب کی ہدایات کے منافی ہے۔ اللہ حق شانہ فرماتا ہے [وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّـهِ فَيَسُبُّوا اللَّـهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (اور (اے مسلمانو!) تم ان (جھوٹے معبودوں) کو گالی مت دو جنہیں یہ (مشرک لوگ) اللہ کے سوا پوجتے ہیں پھر وہ لوگ (بھی جواباً) جہالت کے باعث ظلم کرتے ہوئے اللہ کی شان میں دشنام طرازی کرنے لگیں گے۔ اسی طرح ہم نے ہر فرقہ (و جماعت) کے لئے ان کا عمل (ان کی آنکھوں میں) مرغوب کر رکھا ہے (اور وہ اسی کو حق سمجھتے رہتے ہیں)، پھر سب کو اپنے رب ہی کی طرف لوٹنا ہے اور وہ انہیں ان اعمال کے نتائج سے آگاہ فرما دے گا جو وہ انجام دیتے تھے)][9]۔

اس لیے اے میرے بھائیو، چاہے جو بھی صورت حال ہو، آپ کو چاہیئے کہ آپ انسانوں کے تئیں رحمدلی کا سلوک کریں اور ان کی رہنمائی اللہ کے صراط مستقیم تک کریں۔ بے شک یہی وہ طریقہ ہے جسے صحابہ رسول اکرم ﷺ دوسروں کے ساتھ اور یہاں تک کے نافرمانوں کے ساتھ روا رکھتے تھے۔ روایت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، نے فرمایا "اگر کوئی اپنے کسی بھائی کو گناہ کرتے ہوئے دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے اس بھائی کے تعلق سے شیطان کی مدد نہ کرے اور یہ نہ کہے کہ "اے اللہ اسے رسوا کردے، اے اللہ اس پر لعنت فرما، بلکہ اسے چاہیے کہ وہ اللہ سے اس کے حق میں دعائے خیر کرے اور اللہ سے بھلائی مانگے۔ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ، ایسی کوئی بات نہ کہتے تھے جس سے دوسروں کو تکلیف پہنچے تاوقتیکہ ہمیں ان کی موت کا سبب نہ معلوم ہوجاتا۔ اگر ان کا اختتام خیر پر ہوتا، تو ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے کہ وہ کار خیر کرتا تھا، اس کے باوجود کے اگر ہمیں پتہ چلتا کہ کسی کا انجام بد تھا، تو ہم اس کے اعمال کے نتائج پر تشویش میں مبتلا ہوجاتے تھے))۔

اگر مسلمان دوسروں کےساتھ سلوک کرنے کے معاملہ میں اخلاق کے ان اعلی ترین نمونوں کی پیروی کریں، تو نفرت اور دشمنی کی ایک بڑی دیوار ڈھے جائے گی اور انسانوں کے درمیان راستبازی اور پرہیزگاری کے تعاون کا پُل تعمیر ہوجائے گا۔

اس لیے، مسلمانو، اللہ سے ڈرو اور اپنی زبانوں کو دعائے خیر اور ہر اس بات کا عادی بنالو جو تمہارے درمیان اتحاد قائم کرے۔ ہر اس بات سے دور رہو جو دشمنی، حسد و بغض کا سبب بنے اور اپنے جذبات کو عقل و منطق کی میزان پر جانچ پرکھ لیا کرو تاکہ تم دنیا کی بھلائی اور عقبٰی کی بھلائی حاصل کرسکو اور تمھیں دو بہتر (چیزیں) حاصل ہوجائیں۔

---

[7] سورة الفرقان--63

[8] سورة النحل --125

[9] سورة الانعام--108

میں یہ اپنا قول دوہراتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور آپ کے لیے، اور جملہ مسلمانوں کے لئے عفو کا طلب گار ہوں، اس لیے اللہ سے معافی طلب کرو، وہ معاف کرنے والا ہے۔ نہایت رحم فرمانے والا ہے اور اسے پکارو، وہ تمھاری پکار پر جواب دیتا ہے، بے شک اللہ نہایت فراخ دل اور فیاض ہے۔

****

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، جو نیک اعمال اور راستبازی کی وکالت فرماتا ہے اور برائیوں اور جھوٹ سے منع فرماتا ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد□ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، جن کے اخلاق تمام لوگوں سے افضل ہیں، اور جو ان میں سب سے زیادہ صبر و تحمل والے ہیں۔ اللہ تعالی قیامت کے دن تک آپ□ پر، آپ□ کے اہل بیت اور صحابہ پر اورآپ □ کی تعلیمات کی پیروی اور آپ کے پیغامات پر عمل کرنے والے پر درود و سلام نازل فرمائے۔

اے ایمان والے بھائیو

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو معاملات کے نتائج پر گہرائی سے سوچنے پر زور دیتا ہے اور ہر اس معاملہ میں دوراندیشی اور عقل مندی کے استعمال کی وکالت کرتا ہے، جو برائی سے بچاتا ہو اور فضول خواہشات سے دور رکھتا ہو اور برائی کی راہ سے منع کرتا ہو۔ بے شک، اسلام اپنے ماننے والوں کو اپنی عقل سلیم کے استعمال کرنے اور ہر ایک نظریہ پر ردعمل ظاہر نہ کرنے اور کسی داعی کی پیروی نہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ مسلمانوں کو نتائج کے بارے میں سوچنا چاہیے، اپنے آپ پر قابو رکھنا چاہیے، اپنی آنکھیں اور کان کی حفاظت کرنی چاہیے، اور ہر اس کام میں جسے وہ کرنا چاہتے ہیں یا کرنے سے باز رہنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اپنی عقل سلیم کا اور منطقی استدلال کا استعمال کرنا چاہیے۔ اور اس طرح رب عظیم کے حکم کی پیروی کرنی چاہیے [وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَـٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (اور (اے انسان!) تو اس بات کی پیروی نہ کر جس کا تجھے (صحیح) علم نہیں، بیشک کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے باز پرس ہوگی)][10]۔ اور اللہ کے اس فرمان کی پیروی کرنی چاہیے [قُلْ هَـٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّـهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ۖ وَسُبْحَانَ اللَّـهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (اے حبیبِ مکرّم!) فرما دیجئے: یہی میری راہ ہے، میں اﷲ کی طرف بلاتا ہوں، پوری بصیرت پر (قائم) ہوں، میں (بھی) اور وہ شخص بھی جس نے میری اتباع کی، اور اﷲ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں)][11]۔ اس لیے، لوگوں کے اعمال اور ان کا کسی عمل سے انحراف بھلائی پر مبنی ہوتا ہے، یعنی اگر انہیں کسی عمل میں متوقع بھلائی نظر آتی ہے تو وہ اسے کر گزرتے ہیں لیکن اگر انھیں اس میں کوئی متوقع برائی نظر آتی ہے تو وہ اس سے باز رہتے ہیں اور اگر وہ کسی مخمصے میں ہوں تو وہ کوئی ردعمل ظاہر نہیں کرتے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ کے رسول□ کی ایک حدیث ہے جس میں آپ نے فرمایا (تین طرح کے معاملات ہوتے ہیں: ایک وہ جو واضح طور پر درست ہوتے ہیں اور تم لوگ جن پر عمل کرسکتے ہو؛ دوسرے وہ جو واضح طور پر غلط ہوتے ہیں اور تمھیں ان سے بچنا چاہیے؛ اور تیسرے ایسے معاملات جن میں کوئی شبہ ہو اور تمھیں ایسے معاملات کو اللہ پر چھوڑ دینا چاہیے)۔

اے اللہ کے بندو، اللہ سے ڈرو اور اپنی عقل سلیم استعمال کرنے، اپنے جذبات پر قابو رکھنے کی اپنی سی کوشش کرو، اور وہی کام کرو جنھیں اللہ رب العزت نے تمھیں کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنے رسول □ کی سنتوں پر عمل کرو تاکہ تم اس دنیا میں اور عقبٰی میں کامیاب قرار دئے جاسکو۔

اس لیے، پیغمبروں کے آقا و مولا پر درود و سلام بھیجو، جیسا کہ اللہ تعالی اپنی مقدس کتاب میں فرماتا ہے:اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا[12]

اے اللہ! محمد اور آل محمد پرسلامتی بھیج، جیسے کہ تونے ابراہیم اور ابراہیم کے اہل بیت پر بھیجی تھی۔ اور اپنی برکتوں کا نزول محمد(صلعم) اور محمد (صلعم) کے اہل بیت پر فرما جیسا کہ تونے ابراہیم (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) پر نازل فرمایا۔ بے شک اللہ تعالی سب سے زیادہ قابل تعریف اور بڑی عظمت والا ہے۔

---

[10]سورة الاسراء --36

[11]سورة يوسف --108

[12] سورة الاحزاب 56

اے اللہ، حضور اکرم صل اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین سے، ان کی ازدواج مطہرات، امھائے مومنین سے، ان کے صحابہ سے اور مومن مردوں اور مومنہ خواتین سے قیامت کے دن تک راضی ہوجا اور اپنے بے پناہ رحم و کرم کے صدقے ہم سے بھی راضی ہوجا۔

اے اللہ ہمارے آج کے اس اجتماع پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور جب ہم یہاں سے رخصت ہوں تو ہمیں امن اور گناہوں سے تحفظ کے ساتھ رخصت فرما اور ہمیں اپنے مذہب میں کسی طرح سے کمتر نہ بنا۔

یا اللہ! ہم آپ سے رہنمائی، تقوی، عفت و عصمت اور مال کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو دیانت دار زبان، رجوع لانے والا دل، اعمال صالحہ، علم نافع، مضبوط عقائد، خالص ایمان اور دین اور حلال اور بابرکت رزق کی نعمت سے سے مالا مال فرمادے۔ یا اللہ بے شک تو سب سے زیادہ عظیم الشان اور قابل احترام ہے۔

یا اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عظمتیں عطا فرما! اور اسلام اور مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق پیدا فرما، یا اللہ! ظالموں اور کافروں کو نیچ ادکھا۔ یا اللہ! اپنے تمام بندوں کو امن و سلامتی عطا فرما۔

یا اللہ! ہمیں اپنے وطن میں سلامتی عطا فرما! ہمارے اپنے وطن میں ہمارے لیے دیرپا سلامتی اور استحکام عطا فرما! ہمارے سلطان کو عظمتوں سے مالا مال فرما اور حق پرستی کی سمت میں رہنمائی کرنے میں اس کی اعانت فرما۔

یا اللہ! ہم پر آسمانوں سے بارشیں نازل فرما اور ہمیں ان میں سے ایک بنا دے جو دن اور رات تجھے یاد کرتے رہتے ہیں اور شام سے صبح تک تجھ سے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں۔

یا اللہ! ہم پر آسمانوں کی رحمتیں اور زمین کی نعمتیں نازل فرما اور ہمارے پھلوں اور فصلوں میں اور ہمارے مجموعی رزق میں خیر و برکت عطا فرما۔ یا اللہ تو نہایت عظیم الشان اور قابل احترام ہے۔

یا اللہ! عطا فرما ہمیں اس دنیا میں بھلائی، اور عقبٰی میں بھلائی اور بچا ہمیں دوزخ کی آگ سے!

یا اللہ! ہمارے دلوں کو ہدایات عطا کرنے کے بعد ٹیڑھا نہ فرمائیے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمتیں عطا فرما بے شک تو بڑا دینے والا ہے۔

یا اللہ! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ، اور اگر آپ نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم سے رحم کا معاملہ نہ کیا تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔"

یا اللہ! ان تمام مومنین و مومنات کو معاف فرما جو ابھی بقید حیات ہیں اور انہیںبھی جو وفات پاچکے ہیں، بے شک اے اللہ آپ سب سے زیادہ سمیع اور مجیب ہیں۔

اللہ کے بندو! [اللہ انصاف، بھلائی اور خویش و اقارب کے ساتھ سخاوت کرنے کا حکم دیتا ہے اور وہ تمام بے حیائی کے کاموں، اور ناانصافی اور بغاوت سے منع فرماتا ہے: وہ آپ کو ہدایت عطا فرماتا ہے ، جو آپ یاد رکھ سکتے ہیں۔]